مستورات سے خطاب
(۱۹۴۰ء)

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مستورات سے خطاب

(فرمودہ ۲۷ دسمبر ۱۹۴۰ء برموقع جلسہ سالانہ قادیان)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

عورتوں کے متعلق ایک مسئلہ ایسا ہے کہ اگر اُسے رات دن عورتوں کے کان میں ڈالا جائے اور صبح و شام اُن کو اور مردوں کو اس کی اہمیت بتائی جائے تو بھی اس زمانہ کے لحاظ سے یہ کوشش تھوڑی ہوگی کیونکہ یہ مرض جس کی طرف مَیں اشارہ کر رہا ہوں ہزاروں سال سے دُنیا میں چلا آتا ہے اور جو مرض ہزاروں سال سے چلا آئے اُس کا ازالہ ایک دفعہ کہنے سے نہیں ہو سکتا۔ مردوں اور عورتوں دونوں میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ عورتیں مردوں سے علیحدہ چیز ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بہت سی ذمہ داریاں جو اُن پر عائد ہوتی ہیں اُن کی طرف یا تو وہ توجہ نہیں دیتیں یا اُن کو وہ اہمیت نہیں دیتیں جو دینی چاہئے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ اس کی اہمیت کو جتنا بھی ظاہر کیا جائے اُتنا ہی ان کے لئے فائدہ مند ہے۔ مَیں نے دیکھا ہے یہ خیال اتنا وسیع ہو گیا ہے کہ مرد یہ خیال کرتے ہیں کہ عورتیں کوئی الگ چیز ہیں اور عورتیں بھی اپنے آپ کو اُن سے علیحدہ چیز خیال کرتی ہیں۔

عورتیں ہمیشہ آدمی کے معنے مرد لیتی ہیں۔ اگر کسی مجلس میں مرد بیٹھے ہوں اور عورتوں سے پوچھا جائے کہ وہاں کون ہیں؟ تو جواب دیتی ہیں کہ آدمی بیٹھے ہیں حالانکہ آدمی کا مطلب انسانوں سے ہے اور جس طرح آدم کی اولاد مرد ہیں اسی طرح عورتیں۔ پھر جب عورتیں بیٹھی ہوں تو مرد کہہ دیتے ہیں کہ کوئی آدمی اندر نہ آئے وہاں عورتیں بیٹھی ہیں اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ دو نسلیں ہیں۔ ایک آدم کی دوسری شیطان کی۔ جب مرد اپنے آپ کو آدم کی اور عورتوں کو شیطان کی ذرّیت قرار دیں گے تو وہ کیسے ترقی کر سکیں گی۔ یہ خیال اِتنا غالب آ گیا ہے کہ جب بھی پڑھی لکھی

عورت خواہ وہ گریجوایٹ ہو یا مولوی، مردوں کا ذکر کرے گی تو آدمی کہہ کر کرے گی حالانکہ خدا تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں میں انسانیت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں رکھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ۔ یٰٓاَیُّھَاالنَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا [1] فرمایا اے مردو اور عورتو! ہم تمہیں ایک بات بتاتے ہیں اِسے یاد رکھو۔ تم پر کئی دفعہ مصیبتیں آتی ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عورت کا بچہ بیمار ہوتا ہے کبھی خاوند، کبھی قرضہ ہو جاتا ہے، کبھی محلے والے دشمن ہو جاتے ہیں، کبھی تجارتوں میں نقصان ہو جاتا ہے، کبھی کوئی مقدمہ ہو جاتا ہے اُس وقت تمہیں بڑی گھبراہٹ ہوتی ہے تم اِدھر اُدھر پھرتے ہو کہ کوئی پناہ مل جائے۔ کوئی دوست تلاش کرتا ہے، کوئی وکیل تلاش کرتا ہے، کوئی رشتہ دار کے پاس جاتا ہے فرماتا ہے اتنی تکلیف کیوں اُٹھاتے ہو؟ ہم تمہیں ایک آسان راستہ بتاتے ہیں وہ یہ کہ اِتَّقُوْا رَبَّکُمْ ۔ تم اس تکلیف کے وقت اللہ تعالیٰ کو ڈھال کیوں نہیں بنا لیتے۔ چھوٹے بچے میں سمجھ نہیں ہوتی لیکن اس پر بھی جب مصیبت آئے تو سیدھا ماں کی طرف بھاگتا ہے۔ مگر بڑے آدمیوں کو دیکھو کوئی مشرق کی طرف جائے گا کوئی مغرب کی طرف، کوئی جنوب کی طرف اور کوئی شمال کی طرف اور ان میں یہ پراگندگی پائی جائے گی۔ تو فرمایا کہ اے انسان! تُو بچپن میں سمجھ نہیں رکھتا تھا تُو ماں کی طرف بھاگتا تھا۔ اب تو تُو جوان ہو گیا ہے اب اُس خدا کی طرف کیوں نہیں بھاگتا جس نے تجھ کو پیدا کیا۔ بچپن میں تمہیں خدا کی سمجھ نہیں تھی اب تو تم بڑے ہو گئے ہو تم کیوں یہ خیال کرتے ہو کہ تمہاری ماں تو تمہاری حفاظت کر سکتی تھی مگر خدا نہیں کر سکتا۔

اِتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ اِن مصیبتوں کے وقت اپنے رب کو ڈھال بنا لیا کرو۔ اُس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا۔ ایک جان سے مراد مرد اور عورت کا مجموعہ ہے بعض لوگ اس کے یہ معنے کرتے ہیں کہ یہاں آدم اور حوّا مراد ہیں کیونکہ آدم کی پسلی سے حوّا پیدا ہو گئی۔ اگر آدم کی پسلی سے حوّا پیدا ہو گئی تھی تو عورت کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت تھی۔ ہمیشہ مرد کی پسلی سے بچہ پیدا ہو جاتا۔ تو نَفْسٍ وَاحِدَہ سے مراد یہ ہے کہ مرد اور عورت ایک ہی چیز ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کہا لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ [2] اے موسیٰ! ہم ایک کھانے پر کفایت نہیں کر سکتے۔ حالانکہ وہ منّ اور سلوٰی دو کھانے کھاتے تھے لیکن چونکہ دونوں کو ملا کر کھاتے تھے اس لئے انہوں

نے ایسا کہا۔

ماں کو بچے سے محبت ہوتی ہے مگر وہ پسلی میں سے پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہر نر و مادہ میں محبت ہوتی ہے۔ سارس ایک جانور ہے اُن میں اِس قدر محبت ہوتی ہے کہ اگر نر یا مادہ مرجائے تو دوسرا بُھوکا رہ کر مر جاتا ہے تو محبت کا مادہ اللہ تعالیٰ نے فطرت میں رکھا ہے جس طرح نر اور مادہ میں اس نے محبت رکھی ہے اسی طرح مرد اور عورت میں رکھی ہے۔ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مرد اور عورت نَفْسٍ وَاحِدَہ ہیں۔ جس طرح منّ وسلویٰ طعامِ واحد ہے اسی طرح مرد اور عورت نَفْسٍ وَاحِدَہ ہیں۔ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا۔ اور اِس کی جِنس میں سے ہی جوڑا بنایا۔ مرد کی جِنس عورت ہے اور عورت کی جِنس مرد مِنْهَا سے مراد مِنْ نَّفْسِهَا ہے۔ عورت کا زوج مرد اور مرد کا زوج عورت ہے۔ مرد عورت کی قسم سے اور عورت مرد کی قسم سے ہے۔ اس آیت میں یہ بتایا کہ عورت کے زوج کا لفظ مرد کے لئے بولا جاتا ہے اور مرد کے زوج کا لفظ عورت کے لئے بولا جاتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ جُوتی کا جوڑا۔ ایک پاؤں ہو تو کہتے ہیں اس کا دوسرا جوڑا کہاں ہے وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا۔ پھر ہر مرد اور عورت کی آگے نسل چلائی۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو جس کے ذریعے تم سوال کرتے ہو اور تقویٰ اختیار کرو اُس خدا کا جس نے تمہارے اندر محبت پیدا کی اور تمہاری اولاد کا سلسلہ جاری کیا۔ بے شک تم اپنے ماں باپ کا بھی خیال رکھو مگر خدا کو کبھی نہ بھُولو کیونکہ ماں باپ نے تو تم کو عارضی زندگی دی لیکن خدا نے تم کو دائمی زندگی دی۔ اسی طرح بے شک رشتہ داروں کا بھی خیال رکھو لیکن جس کا تعلق تمہارے ساتھ سب سے زیادہ ہے یعنی خدا، اُس کا بھی خیال رکھو۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔ جس طرح ماں بچے کی نگران ہوتی ہے اسی طرح خدا تمہارا نگران ہے۔

پس یہ خیال غلط ہے کہ مرد کوئی اور چیز ہے اور عورت کوئی اور چیز ہے۔ جیسے مرد انسان ہے ویسے ہی عورت انسان ہے۔ ہاں کاموں میں فرق ہے۔ عورت بچہ جنتی ہے، بچے کی پرورش کرتی ہے، مرد روزی کماتا ہے اور بچوں کا پیٹ پالتا ہے۔ یہ کاموں کا جو فرق ہے اس سے میرے دل میں کبھی بھی یہ خیال نہیں آیا کہ یہ بھی کوئی ایسی چیز ہے جو عورت کے درجہ کو کم کرنے والی ہے۔ کاموں کے فرق مردوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ میں خلیفہ ہوں لیکن ہر مرد تو خلیفہ نہیں اور نہ میرے خلیفہ ہونے سے باقی احمدی مرد ہونے سے خارج ہو گئے۔ کاموں کے فرق کی وجہ سے کوئی

جنس بدل جاتی ہے؟

عام طور پر خاندانوں میں کوئی بچہ کلرک، کوئی مدرّس اور کوئی پٹواری ہوتا ہے اور باپ کا کام اور ہوتا ہے بیٹے کا اور۔ اور پٹواری بھی مرد کہلاتا ہے، ڈاکٹر بھی مرد کہلاتا ہے، تجارت کرنے والا بھی مرد کہلاتا ہے اسی طرح عورتوں میں دھوبن، نائن ہوتی ہے۔ اب دھوبن بھی عورت ہے اور نائن بھی عورت۔ یہ تو نہیں ہوتا کہ دھوبن اور نائن ہونے سے وہ عورت نہیں رہتیں۔ اسی طرح ایک نوکر ہوتا ہے ایک آقا۔ تو کاموں کے فرق کی وجہ سے جنس نہیں بدلتی۔ مردوں کے پیشوں میں بھی فرق ہے اور عورتوں کے کاموں میں بھی فرق ہے۔ وہ دونوں آدمی ہیں صرف کام الگ الگ ہیں۔

یہ مسئلہ اگر عورتیں سمجھ لیں تو وہ اپنے حقوق کی خود ہی حفاظت کرنے لگ جائیں۔ اگر ان کو یہ خیال ہو کہ ہم بھی آدمی ہیں اور مرد بھی انہیں آدمی سمجھنے لگ جائیں تو کسی کی طرف سے ایک دوسرے کے حقوق غصب نہ ہوں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کاموں کے لحاظ سے مردوں اور عورتوں میں فرق ہے لیکن خدا تعالیٰ نے عقائد میں کوئی فرق نہیں رکھا۔ سب سے بڑا عقیدہ یہ ہے کہ اُعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا۔[۳] خدا تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ۔ اب کیا مردوں کو یہ حکم ہے عورتوں کو نہیں؟ اسی طرح ملائکہ پر ایمان لانا ہے جس طرح مردوں سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ فرشتوں پر ایمان لاؤ اسی طرح عورتوں سے بھی یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ فرشتوں پر ایمان لاؤ۔ تیسری بات الہام یعنی اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا ہے۔ نبیوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ اے مردو! یہ کام کرو بلکہ انہوں نے یہی کہا کہ اے مردو اور اے عورتو! یہ کام کرو۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب تشریف لائے تو آپؐ نے بھی یہی فرمایا کہ اے مردو اور عورتو! یہ کام کرو۔ بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں سب سے پہلے ایمان لانے والی ایک عورت ہی تھیں۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہلی مرتبہ الہام ہؤا تو آپؐ بہت گھبرائے اور اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہؓ سے گھبراتے ہوئے کہا کہ مَیں یہ کام کس طرح کروں گا مجھے تو سخت فکر لگ گیا ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے جواب دیا کَلَّا وَاللّٰہِ لَایُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپؐ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ آپؐ کے سپرد اِتنا بڑا کام کرے اور پھر آپؐ کو رُسوا کر دے۔ آپ مہمان نواز ہیں، رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتے ہیں وہ ضرور آپؐ کی مدد کرے گا۔[۴] تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والی ایک عورت ہی تھی۔ غرض انبیاء جب کبھی

کلامِ الٰہی لے کر آتے ہیں تو اُن کے مخاطب عورتیں اور مرد یکساں ہوتے ہیں۔
اسی طرح قضاء وقدر کے مسائل ہیں ان میں بھی مرد اور عورت یکساں مخاطب ہوتے ہیں۔ جزاء وسزا پر ایمان لانا بھی جس طرح مردوں کے لئے ضروری ہے اسی طرح عورتوں کے لئے ضروری ہے۔ غرض عقیدوں کو دیکھ لو ایک عقیدہ بھی ایسا نہیں جو مردوں کے لئے ہو اور عورتوں کے لئے نہ ہو۔
اِس کے بعد ہم عمل کی طرف آتے ہیں تو ہمیں عمل میں بھی کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ مثلاً عمل میں نماز کا حکم ہے۔ نماز کا حکم جیسا مردوں کے لئے ہے ویسا ہی عورتوں کو ہے۔ وہی رکعتیں مردوں کے لئے ہیں اور وہی عورتوں کے لئے۔ پھر زکوٰۃ کا حکم ہے۔ اِس کا حکم بھی جیسا عورتوں کو دیا ویسا ہی مردوں کو۔ روزوں کا حکم ہے اِس میں بھی کوئی فرق نہیں۔ حج میں بھی سب برابر ہیں۔ صدقہ وخیرات کے حکم میں بھی دونوں برابر ہیں۔ پس عقائد ایک سے ہیں اور اعمال ایک سے ہیں۔ پھر اگر کوئی یہ کہے کہ عورتیں الگ جنس ہیں تو ہم کیسے مان سکتے ہیں۔
تعجب ہے کہ وہ اسلام جو اِس لئے آیا تھا کہ عورت کی عزت قائم کرے آج اُسی کو ماننے والی عورتیں اپنے آپ کو نالائق قرار دے کر اعلیٰ دینی خدمات سے محروم ہو رہی ہیں۔ اسی طرح مرد بھی اس اہم فرض سے غافل ہیں۔ گویا دونوں نسلِ انسانی کو ختم کر رہے ہیں اور اپنی ذلت ورُسوائی کا باعث بن رہے ہیں۔ قرآن کریم میں آتا ہے وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ۔[۵] یعنی عورت کے متعلق سوال کیا جائے گا کہ اُسے زندہ کیوں گاڑا گیا۔ اِس میں اسی طرف اشارہ ہے کہ عورتوں کی تباہی کی ذمّہ داری صرف مردوں پر نہیں اور نہ صرف عورتوں پر بلکہ دونوں اس کی تباہی کے ذمّہ دار ہیں۔ آج جب قریباً ہر عورت یہ خیال کر رہی ہے کہ میرے اندر کام کرنے کی طاقت نہیں تو ہر ایک عورت اپنے آپ کو نہیں بلکہ اپنی ساری نسل کو زندہ درگور کر رہی ہے جس طرح مرد اُن کو زندہ درگور کیا کرتے تھے۔ یہ وہ عورتیں ہیں جن کی آنکھیں تو کُھلی ہیں لیکن دیکھتی نہیں اور سانس تو لے رہی ہیں مگر دل مُردہ ہیں۔ اس موت کے ذمہ دار سب سے پہلے ماں باپ ہیں جنہوں نے اُن کو جنا۔ پھر اُن کی موت کے ذمہ دار بڑے بھائی بہن ہیں۔ پھر ان کی موت کے ذمہ دار خاوند ہیں۔ پھر اُن کی موت کے ذمّہ دار اُن کے بیٹے ہیں۔ ان سب نے مل کر اُن کو مار ڈالا۔
اگر تمہارے اندر بیداری پیدا ہو جائے تو سمجھ لو کہ عقائد اور کاموں کے لحاظ سے مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں۔ صرف ایک کام ہے جس میں مرد اور عورت کا فرق ہے اور وہ جہاد

ہے۔ مگر اس میں بھی عورت کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ پانی پلا سکتی ہے، مرہم پٹی کر سکتی ہے اور زخمیوں کی خدمت کر سکتی ہے۔ چنانچہ حضرت بلالؓ کی بہن نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب اس بارہ میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ تمہارا کام مرہم پٹی کرنا اور کھانا وغیرہ تیار کرنا ہے۔[6] پھر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال غنیمت میں بھی عورت اور مرد کو برابر حصہ دیا ہے۔ صرف عورتوں کو لڑائی کے میدان سے الگ رکھا ہے جس میں حکمت یہ ہے کہ ان کا پردہ قائم رہے۔ اگر وہ بھی لڑائی میں شامل ہوں تو نتیجہ یہ ہو کہ دشمن انہیں قید کر کے لے جائے کیونکہ جب دو ملک آپس میں لڑتے ہیں تو لڑنے والوں میں سے کئی لوگوں کو قید کر لیا جاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے ان کو جہاد سے الگ کر دیا اور مرہم پٹی کا کام ان کے سپرد کر دیا۔ اگر عورتیں لڑائی میں حصہ لیتیں تو لازماً ان کو بھی قید کیا جاتا۔ پس ان کی عزت قائم رکھنے کے لئے انہیں لڑائی میں شامل ہونے سے روک دیا ورنہ دنیا میں ایسی ایسی عورتیں گزری ہیں جو بڑے بڑے جرنیلوں سے مقابلہ کرتی رہی ہیں۔ مثلاً چاند بی بی نے بہت سے کارنامے دکھائے ہیں۔ حضرت ضرارؓ کی بہن نے بھی کئی لڑائیوں میں حصہ لیا۔ ایک دفعہ عیسائی لشکر کا بہت زیادہ دباؤ پڑا اتنا کہ مسلمانوں کے قدم اُکھڑ گئے۔ ضرارؓ کی بہن نے ہندہ کو آواز دی کہ ہندہ نکلو یہ مرد لڑنے کے قابل نہیں ہم لڑیں گی۔ انہوں نے خیمے اُکھاڑ کر ڈنڈے ہاتھ میں لے لئے اور ان کے گھوڑوں کو مارنے لگیں۔ ابوسفیان نے اپنے بیٹے معاویہ سے کہا ''ان عورتوں کی تلواریں عیسائیوں کی تلواروں سے زیادہ سخت ہیں۔ میں مرنا پسند کروں گا لیکن پیچھے نہیں لوٹوں گا''[7] چنانچہ سب کے سب میدان جنگ میں لَوٹ آئے۔ تو عورت لڑ بھی سکتی ہے مگر جو لڑے اس کے قید ہونے کا بھی چونکہ احتمال ہوتا ہے اس لئے اسلام یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ مسلمان عورت غیر کے ہاں جائے۔

پھر جہاد کے علاوہ ایک اور بات بھی ایسی ہے جس میں یہ امتیاز پایا جاتا ہے اور وہ یہ کہ مرد نبی ہو سکتا ہے لیکن عورت نبی نہیں ہو سکتی۔ البتہ صدیق کا درجہ جو نبوت سے اُتر کر دوسرا مقام ہے عورت کو مل سکتا ہے۔ تم نے سنا ہو گا کہ حضرت ابوبکرؓ کو ابوبکر صدیقؓ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح کہا جاتا ہے مریم صدیقہ۔ عائشہ صدیقہ۔ گویا جو درجہ خدا تعالیٰ نے مردوں کو دیا وہی عورتوں کو دیا۔ اسی طرح شہادت کا درجہ بھی عورت کو مل سکتا ہے۔ کوئی عورت اگر زچگی کی تکلیف سے مر جائے تو شہید ہو گی کیونکہ وہ نسلِ انسانی کے چلانے کا کام کر رہی تھی۔ اسی طرح عورت صالح بھی ہو سکتی ہے صرف نبوت کا درجہ عورت کو نہیں مل سکتا۔ لیکن نبی کو جو جنت میں انعام ملے گا اس میں عورت

بھی حصہ دار ہو گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِرَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْلِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ۔ [8]

فرمایا خدا کا عرش اُٹھانے والے کچھ فرشتے ہیں۔ وہ اپنے رب کی حمد اور تسبیح کرتے ہیں۔ اور جو مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ہیں اُن کے لئے دعائیں کرتے ہیں کہ اے خدا! ہر بات کا تجھے علم ہے ہم تجھ سے عرض کرتے ہیں کہ وہ جو مؤمن بندے ہیں جو گناہ کر کے توبہ کر لیتے ہیں تو اُن کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اور اے ہمارے رب ! تُو اِن سارے مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو جنت میں داخل کر جن کا تُو نے اُن سے وعدہ کیا ہے۔ اگر بڑا مقام پانے والی کوئی عورت ہے تو اُس کے خاوند کو بھی وہاں رکھ۔ اور اگر بڑا مقام پانے والا کوئی مرد ہے تو اس کی بیوی کو بھی وہاں رکھ۔ اسی طرح باپ کے ساتھ اولاد کو اور اولاد کے ساتھ والدین کو رکھ۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ تُو بڑا غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا وہ دعا قبول ہوئی یا نہیں؟ اِس کے لئے ہمیں قرآن کریم میں یہ آیات نظر آتی ہیں کہ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَاوَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِکَةُ یَدْخُلُونَ عَلَیْهِمْ مِّنْ کُلِّ بَابٍ۔ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَاصَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ [9]

یعنی مؤمنوں کو جنت ملے گی ہمیشہ رہنے والی۔ اور جو فرشتوں نے دُعا کی تھی وہ ہم نے سُن لی۔ جو بڑے درجہ کے لوگ ہوں گے اُن کے ساتھ ہم چھوٹے درجہ کے مؤمنوں کو بھی جو اُن کے رشتہ دار ہوں گے رکھیں گے۔ ان کے باپ دادے اور بیویاں سب کے سب اعلیٰ درجہ کے لوگ ہوں گے اور فرشتے ان خاندانوں کے پاس ہر دروازے سے آئیں گے اور کہیں گے کہ تمہارے رب نے تم کو سلام کہا ہے کیونکہ دنیا میں تم نے خدا کے لئے تکالیف اُٹھائیں اب مرنے کے بعد تم میری حفاظت میں آ گئے ہو۔

اِن آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کی دعا قبول ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اعلیٰ درجہ کے مؤمن کے ساتھ اُس کے باپ، ماں، دادا، دادی، اولاد اور بیوی سب رکھے جائیں گے اور جب خدا تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے تو عورت کے سب حقوق اِس میں آ گئے۔ بے شک

موسیٰ نبی تھے اُن کی بیوی نبی نہیں مگر جنت میں جو انعام موسیٰ علیہ السلام کو ملے گا وہی ان کی بیوی کو ملے گا۔ اسی طرح سب سے بڑے نبی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور سب سے بڑا مقام بھی آپؐ کا ہی ہوگا مگر آپؐ کی گیارہ بیویاں بھی جنت میں آپؐ کے ساتھ ہی ہوں گی۔

غرض اعمال اور افعال کے لحاظ سے مردوں اور عورتوں میں کوئی فرق نہیں اور جہاں کوئی فرق ہے وہاں بدلہ ان کو زیادہ دے دیا ہے۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک بیوی ہوتی تو جنت میں وہ اکیلی آپؐ کے انعام میں شریک ہوتی مگر آپؐ کی گیارہ بیویاں تھیں اور تین بیٹیاں۔ اِس طرح چودہ عورتیں وہی انعامات حاصل کریں گی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوں گے۔

پس یہ خیال اپنے دلوں سے نکال ڈالو کہ عورت کوئی کام نہیں کرسکتی۔ میں آج یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اے احمدی عورتو! تم اپنی ذہنیت کو بدل ڈالو۔ آدمی کے معنے مرد کے ہیں۔ تم بھی ویسی ہی آدمی ہو جیسے مرد۔ خدا نے جو عقیدے مردوں کے لئے مقرر کئے ہیں وہی عورتوں کے لئے ہیں اور جو انعام اور افضال مردوں کے لئے مقرر ہیں وہی عورتوں کے لئے ہیں۔ پھر جب خدا نے فرق نہیں کیا تو تم نے کیوں کیا؟ جب تک تم یہ خیال اپنے دل سے نہ نکال دوگی کوئی کام نہیں کرسکو گی۔ جب کوئی شخص یہ سمجھ لیتا ہے کہ میں مرگیا ہوں تو وہ مرجاتا ہے اور جب کوئی شخص یہ سمجھ لیتا ہے کہ میں کام کرسکتا ہوں تو وہ کر لیتا ہے۔

جو ذمہ داریاں مردوں کی ہیں وہ تو انہیں پورا کر رہے ہیں۔ مردوں کی انجمنیں تو پنجاب میں ہر جگہ ہیں لیکن لجنات اماءِ اللہ سارے پنجاب میں نہیں بلکہ بہت تھوڑی جگہوں پر قائم ہیں۔ پس اول اپنی ذہنیت بدلو اور سمجھ لو کہ تم کو خدا نے دین کی خدمت کے لئے پیدا کیا ہے۔ ہر عورت کا فرض ہے کہ ہر گاؤں میں لجنہ قائم کرے۔ جہاں جہاں احمدی ہیں وہاں لجنہ بنالوگی تو خدا تعالیٰ کام کرنے کی بھی توفیق دے دیگا۔ حق بات تو یہ ہے کہ جتنی عورتوں کے ذریعے تبلیغ ہوسکتی ہے مردوں کے ذریعے نہیں ہوسکتی۔ اگر عورتیں تبلیغ کرنے لگ جائیں تو ملک کی کایا پلٹ جائے مگر بہت کم عورتیں ہیں جو اس کی طرف توجہ کرتی ہیں۔ عورت کو خدا نے ایسے ہتھیار دیئے ہیں کہ مرد مقابلہ نہیں کرسکتے مگر وہ غفلت کرتی ہے اور یہ خیال کرتی ہے کہ قیامت کے دن شاید میرا خاوند تو جنت میں چلا جائے اور مَیں جہنّم میں چلی جاؤں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ سمجھتی ہے کہ میں کچھ نہیں کرسکتی۔

پس تم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو، ہر جگہ لجنہ قائم کرو، مرکز میں لکھو، اگر جواب نہ آئے تو

مجھے لکھو۔ مصباح میں مضامین دو۔ تعلیم یافتہ مستورات یہ کام اپنی اپنی جگہوں پر فرداً فرداً کریں۔ اور ہر جگہ لجنہ قائم کریں۔ اللہ تعالیٰ تم کو اس کام کی توفیق دے تا کہ تم بھی وہی انعامات حاصل کر سکو جو مؤمن کے لئے مقرر ہیں۔ (از مصباح جنوری ۱۹۴۱ء)

۱ النساء:۲ ۲ البقرة :۶۲ ۳ النساء: ۳۷

۴ بخاری کتاب بدء الوحی باب كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحی (الخ)

۵ التکویر:۹

۶

۷ فتوح الشام للواقدی۔ اُردو ترجمہ صفحہ ۳۹۲،۳۹۱۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء

۸ المؤمن:۹،۸ ۹ الرعد:۲۵،۲۴